السلام علیکم میں بہت پریشان ہوں میری بیٹی کی طبیعت کافی خراب تھی رات کو شوہر قربت چاہتے تھے میں نے کہا ابھی نہیں تو شوہر نے کہا کہ "اب تم مجھ پہ حرام ہو چھ گھنٹوں کے لیے " کیوں کہ میں نے کہا تھا کہ کل دیکھ لیں، کہیں اس بات کے کہنے سے طلاق تو نہیں ہوئی؟؟

تنقیح: مذکورہ جملہ کہتے وقت شوہر نیت کیا تھی؟ جواب: شوہر کا کہنا ہے کہ اس کی نیت طلاق کی نہیں تھی بلکہ مطلب اس کا یہ تھا کہ تم نے ابھی مجھے قریب نہیں آنے دیا تو ٹھیک ہے اب چھ گھنٹوں تک تم مجھ پر حرام ہو اس سے پہلے میں تمہارے قریب نہیں آونگا۔

[redacted]

پنجاب کالونی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً و مصلّیا

صورت مسئولہ میں اگر واقعۃً سائلہ کے شوہر نے یہ الفاظ "اب تم مجھ پہ حرام ہو چھ گھنٹوں کے لیے" کہتے وقت طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو ان الفاظ سے سائلہ پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی البتہ ان الفاظ سے قسم منعقد ہو چکی ہے، اب اگر شوہر نے چھ گھنٹوں سے پہلے ہمبستری کرلی تو قسم کا کفارہ ادا کرنا لازم ہوگا، ورنہ نہیں۔ نیز سائلہ کے شوہر کو چاہیے کہ آئندہ اس طرح کے الفاظ استعمال کرنے میں احتیاط کرے۔

الدر المختار (3/ 433)

(قال لامرأته: أنت علي حرام) ونحو ذلك كأنت معي في الحرام (إيلاء إن نوى التحريم، أو لم ينو شيئا، وظهار إن نواه، وهدر إن نوى الكذب) وذا ديانة، وأما قضاء فإيلاء قهستاني (وتطليقة بائنة) إن نوى الطلاق وثلاث إن نواها....

الهداية في شرح بداية المبتدي (2/ 259)

" فإن حلف على أقل من أربعة أشهر لم يكن موليا " لقول ابن عباس رضي الله عنه لا إيلاء فيما دون أربعة أشهر ولأن الامتناع عن قربانها في أكثر المدة بلا مانع وبمثلة لا يثبت حكم الطلاق فيه.

احسن الفتاوی(5/373)

سوال: زید شافعی العقیدہ ہے، اس نے اپنی بیوی ہندہ سے کہا جو حنفی العقیدہ ہے آج سے میرا اور تمہارا میاں بیوی کا تعلق ختم ہوا اور اس وقت تک ______ (جاری ہے۔۔۔)

تمہارے ساتھ سونا حرام ہو جب تک تمہارے گھر والے مجھ سے معافی نہ مانگیں، تو کیا اس صورت میں طلاق واقع ہو گی؟ بینوا وجوا

الجواب باسم ملهم الصواب

زید نے دو جملے خط کشیدہ کہے ہیں، پہلا جملہ کنایہ طلاق ہے، جس سے وقوع طلاق نیت یا مذاکرۂ طلاق پر موقوف ہے، مگر یہاں دوسرا جملہ اس کی وضاحت کر رہا ہے کہ پہلے جملہ سے طلاق مقصود نہیں، دوسرے جملہ میں لفظ "حرام" اگرچہ عرف میں طلاق کے لیے متعین ہے، مگر ایک خاص وقت تک اس کی تقیید اس پر قرینہ ہے کہ یہاں لفظ حرام کی حقیقت عرفیہ مراد نہیں، بلکہ یمین مقصود ہے، معہٰذا یہ ایلاء نہ ہو گا، اس لیے کہ ایلاء میں تابید یا کم از کم چار ماہ کی مدت شرط ہے، اور یہاں جس امر سے حرمت کو مقید کیا ہے اس کا وقوع چار ماہ کے اندر محتمل ہے، غرضیکہ اس صورت میں کسی قسم کی طلاق واقع نہیں ہوتی، صرف قسم ہے، اگر زید نے اس کے خلاف کیا تو اس پر قسم کا کفارہ واجب ہو گا، قال ابن عابدين رحمه الله تعالى (قوله لا اقربك أي بلا بيان مدة أشار الى انه كا الموقت بمدة الايلاء لان الاطلاق كالتأبيد ومثله لوجعل له غاية لا يرجى وجودها في مدة الايلاء كقوله في رجب لا أقربك حتى أصوم المحرم وكقوله الا في مكان كنا أو حتى تغطى ولدك وبينهما أربعة أشهر فاكثر ولو أقل لم يكن موليا (رد المحتار ص۵۹۴ج۲) وفی الخانية وكذا لوقال والله لا أقربك حتى يقدم فلان لا يكون موليا لانه يتوهم قدومه في المدة (خانية على هامش الهندية ص۵۴۴ج۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۲۲ ذی الحجہ ۹۵ھ ——— فقط والله تعالیٰ اعلم

محمد طاہر عفی عنہ

دارالافتاء جامعۃ السعید

نزد نرسری کراچی

۲۶ ربیع الثانی ۱۴۴۵ھ

۱۱ نومبر ۲۰۲۳ء

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح

دارالافتاء
فتویٰ نمبر ۱۹۲۶
مؤرخہ ۲۸/۴/۱۴۴۵ھ
۱۳/۱۱/۲۰۲۳ء
جامعۃ السعید کراچی، اسلامی جمہوریہ پاکستان

رئیس دارالافتاء
جامعۃ السعید کراچی، اسلامی جمہوریہ پاکستان